Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون ۲۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۷۵/۴۰ | ہفتہ ۱۵ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ، ۶ اخاء ۱۳۶۹ ہش، ۶ اکتوبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۷۶

حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ کیلئے خصوصی دعاؤں کی درخواست

ربوہ ۴۔ اخاء (اکتوبر) سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حرم محترم حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہتر ہو رہی ہے۔ اب سیّدہ موصوفہ انتہائی نگہداشت کے یونٹ سے دوسرے حصّہ میں منتقل ہو گئی ہیں۔ ان کی صحت یابی کی رفتار سے اندازہ ہے کہ اللہ نے چاہا تو موصوفہ دو تین دن کے اندر اندر گھر تشریف لے آئیں گی۔

احباب کرام خصوصی طور پر دردمندانہ دعائیں جاری رکھیں کہ مولا کریم اپنے خاص فضل وکرم سے حضرت سیّدہ موصوفہ کو جلد تر کامل شفا اور صحت وتندرستی عطا کرے اور ہمارے پیارے آقا ایّدہ اللہ تعالیٰ کو ہر فکر اور پریشانی سے محفوظ رکھے۔ اور حضور کے تمام دینی منصوبوں کو غیر معمولی کامیابی سے ہمکنار کرے۔

انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدم صدق نہیں رکھتا۔

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"پھر اس بات پر بھی غور کرو کہ صدقہ اور خیرات کیوں جاری ہے اور ہر قوم میں اس کا رواج ہے۔ فطرتاً انسان مصیبت اور بلا کے وقت صدقہ دینا چاہتا ہے اور خیرات کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ بکرے دو۔ کپڑے دو۔ یہ دو وہ دو۔ اگر اس کے ذریعہ سے ردّ بلا نہیں ہوتا تو پھر اضطراراً انسان کیوں ایسا کرتا ہے؟ نہیں ردّ بلا ہوتا ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کے اتفاق سے یہ ثابت ہے اور مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ صرف مسلمانوں ہی کا مذہب نہیں بلکہ یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کا بھی یہ مذہب ہے۔ اور میری سمجھ میں روئے زمین پر کوئی اس امر کا منکر ہی نہیں۔ جبکہ یہ بات ہے تو صاف کھل گیا کہ وہ ارادہ الٰہی ٹل جاتا ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم صٓ ۲۴۳)

"ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدّم کرتے ہیں اور ہم یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ وہ کرتا ہے بہتر کرتا ہے۔ یہ مت خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ کے کاروبار ہیں جن کا اس نے ارادہ کیا ہوتا ہے کسی قسم کا فرق آجاتا ہے۔ ایسا تو وہم کرنا بھی سخت گناہ ہے۔ نہیں بلکہ وہ کاروبار جس طرح وہ چاہتا ہے بدستور چلتا ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اُسے چلاتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا مَیں نے ابھی ذکر کیا ہے کہ وہ راستہ ہی میں فوت ہو گئے۔ قوم چالیس دن تک ماتم کرتی رہی مگر خدا تعالیٰ نے وہی کام یشوع بن نون سے لیا۔ اور پھر چھوٹے چھوٹے اور نبی آتے رہے یہاں تک کہ مسیح ابن مریم آگیا۔ اور اس سلسلہ میں جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ سے شروع کیا تھا۔ کوئی فرق نہ آیا۔" (ملفوظات جلد ہشتم صٓ ۲۷۴-۲۷۵)

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی قدر کرنی چاہیئے

ارشادات سیّدنا حضرت فضل عمر۔ اللہ تعالےٰ آپ سے راضی ہو

"نعمتوں کا ضائع کرنا آسان ہوتا ہے مگر ان کا حاصل کرنا بہت مشکل کام ہے آنکھ ہوتی ہے انسان کے لئے کیسی مفید چیز ہے جو کہ ایک تھپیڑ مار کر نکال دی جا سکتی ہے۔ چھوٹی سی سوئی چبھو کر پھوڑی جا سکتی ہے۔ لیکن پھر اگر ساری دنیا کے ڈاکٹر مل کر بھی اس کو بنانا چاہیں تو نہیں بنا سکتے۔ اور اگر کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ بھی اپنی تمام بادشاہت دے دے تو بھی ایک پھوٹی ہوئی آنکھ نہیں بن سکتی۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی تمام نعمتوں کا حال ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا وہ اَور کوئی دیتا نہیں اور نہ کوئی دے سکتا ہے۔ مگر باوجود اس کے بہت لوگ ان نعمتوں کی قدر نہیں کرتے جب تک کسی کی آنکھیں تندرست ہوتی ہیں وہ معمولی بات سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ سب لوگوں کی آنکھیں ہیں میری بھی ہیں۔ تو کیا ہوا۔ لیکن جب جاتی رہتی ہیں تو رونے لگتا ہے۔ اسی طرح کان۔ ناک۔ ہاتھ پاؤں وغیرہ ہیں جن کے متعلق اس کو خیال بھی پیدا نہیں ہوتا کہ یہ بھی کوئی چیزیں ہیں۔ لیکن جب یہ نہیں رہتے تو پیٹنے لگتا ہے۔ انسان عمدہ سے عمدہ لطیف سے لطیف اور مزیدار سے مزیدار چیزیں کھاتا ہے لیکن وہ یہ نہیں سمجھتا کہ زبان کا ذائقہ بھی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت ہے۔ ہاں اگر بیماری کی وجہ سے زبان کا مزہ بگڑ جائے۔ تب اسے پتہ لگتا ہے کہ واقعی یہ بھی کوئی چیز تھی۔ تو جب ایسے لوگوں کے پاس خدا تعالیٰ کی نعمتیں ہوتی ہیں اس وقت قدر نہیں کرتے اور جب وہ ان سے چھین لی جاتی ہیں تب ان کے حصول کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ اس وقت جبکہ انہیں بلا محنت اور مشقت کے اور بلا کچھ خرچ کئے مفت یہ چیزیں دستیاب ہوتی ہیں معمولی باتیں سمجھتے ہیں۔ لیکن جب نہیں رہتیں تو محنت اور مال خرچ کر کے ان کو پانے کی سعیٔ لاحاصل کرتے ہیں۔ تو نعمتوں کا حاصل کرنا مشکل بلکہ بعض کا تو ناممکن ہوتا ہے اور جب وہ ایک دفعہ چھین لی جاتی ہیں تو پھر نہیں دی جاتیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ دسمبر ۱۹۱۴ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ
پچاس پیسے

۶ر اخاء ۱۳۶۹ ہش
۶ر اکتوبر ۱۹۹۰ء

اصل زندگی ـــ تعلق باللہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

"دنیا میں لاکھوں بکریاں بھیڑ ذبح ہوتی ہیں۔ لیکن کوئی ان کے سرہانے بیٹھ کر نہیں روتا۔ اس کا کیا باعث ہے؟ یہی کہ ان کا خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایسے انسان کی ہلاکت کی بھی آسمان پہ کوئی پروا نہیں ہوتا۔ جو اس سے سچا تعلق نہیں رکھتا۔ انسان اگر خدا تعالیٰ سے سچّا تعلق رکھتا ہے تو اشرف المخلوقات ہے ورنہ کیڑوں سے بھی بدتر ہے۔ اس میں دو اُنس ہیں ایک اُنس احکام الٰہی سے جو ہو تو وہ کامل آدم ہے ورنہ وہ مُردہ کیڑا ہے۔ دوم مخلوقِ الٰہی سے۔ دنیا میں دیکھا جاتا ہے کہ کئی ایک محض بے گناہ قید ہو جاتے ہیں اور ظالمانہ دست اندازیوں کا نشانہ بنتے ہیں مگر اس کا باعث یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے احکام کی پوری پروا نہیں کرتے اور دعاؤں سے اس کی پناہ نہیں چاہتے۔"

حضور اقدس کے اس ارشاد کو پیش کرنے کے بعد ہم احباب کرام کی خدمت میں دو باتیں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ یعنی اس اقتباس کی دو باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ سب سے پہلے اپنے آپ کو اور پھر اپنے قارئین کو۔ پہلی بات تو یہ کہ اپنی زندگی کو کار آمد بنانے کے لئے یہ بات لازم ہے کہ اللہ تعالےٰ سے تعلق پیدا کیا جائے اور اللہ تعالےٰ سے تعلق کا بنیادی مطلب یہ ہے کہ اس کے احکام کو پوری طرح سمجھ کر ان پر عمل کیا جائے اور ہر کام جو ہم کریں اور ہر بات جو ہم کہیں اس میں یہ خیال رہے کہ خدا کی خوشنودی حاصل ہو۔

خدا تعالیٰ سے تعلق کے لئے یہ بھی لازمی ہے کہ اس کی مخلوق سے ہمدردی کی جائے۔ اس کی مدد کی جائے اور اس کے کام آیا جائے۔ اگر ہم ایسا کریں تو یقیناً یہ بات خدا تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہوگی۔ اور یہ سب کچھ کرنے کے بعد ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہماری ستاری فرمائے اور ہمیں اپنی پناہ میں لے لے۔

کل کے حالات کی خبر تو نہیں
آج کی بات ہم بتاتے ہیں
جن کی ہنڈیا میں پک رہی ہے دال
دھاندلی سے پلاؤ کھاتے ہیں

ابوالاقبال

ہم ہیں دیوانے تو دیوانے سہی

ہم ہیں دیوانے تو دیوانے سہی
تم زمانے بھر کے فرزانے سہی

ہوتے یا ہم ہی یگانے کاش تم
ہم ہیں بیگانے تو بیگانے سہی

تُو ہی لے لے شیخ یہ سارا حرم
اپنے حصہ میں صنم خانے سہی

آنسوؤں کی گر نہیں مالا۔ تو کیا؟
سبحہ میں الماس کے دانے سہی

اب بھی کرتا ہے وہ بندوں سے کلام
شیخ کے نزدیک افسانے سہی

ہوں مبارک تم کو شہر و بام و در
اور ہمیں ربوہ کے ویرانے سہی

ہے بہت جامِ تہی تنویرؔ کو
غیر کے لبریز پیمانے سہی

روشن دین تنویرؔ

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ر اپریل ۱۹۸۷ء میں فرماتے ہیں:۔

"وقف کی شدید ضرورت ہے کیونکہ آئندہ سو سالوں میں دین حق نے جس کثرت سے ہر جگہ پھیلنا ہے اس کے لئے لاکھوں تربیت یافتہ غلام چاہئیں۔ ایسے واقفین زندگی چاہئیں جو خدا کی راہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہوں۔ ہر طبقۂ زندگی سے کثرت کے ساتھ واقفین چاہئیں۔ ہر ملک سے واقفین زندگی چاہئیں۔

اس سے پہلے بھی ہم تحریک کرتے رہے ہیں اور دوستوں کو اپنے بچے وقف کرنے کی ترغیب دلانے کی کوشش کرتے رہیں لیکن اس تحریک پر بعض خاص طبقوں نے اپنے آپ کو وقف زندگی سے بالعموم مستثنیٰ سمجھا ہے۔ چنانچہ عملاً جو واقفین زندگی سلسلہ کو ملتے رہے ہیں وہ زندگی کے ہر طبقے سے نہیں آئے۔ بعض بہت صاحب حیثیت لوگوں نے بھی اپنے بچے پیش کئے لیکن بالعموم دنیا کی نظر میں جس طبقے کو بہت زیادہ عزت سے نہیں دیکھا جاتا یعنی درمیانے درجہ کا جو غریبانہ طبقہ ہے اس میں سے بچے پیش ہوتے رہے ہیں چنانچہ اس طبقہ سے واقفین زندگی کا آنا ان کی عزت بڑھانے کا موجب ہے عزت گرانے کا موجب نہیں لیکن دوسرے طبقوں سے واقفینِ زندگی کا نہ آنا ان کی عزت گرانے کا ضرور موجب ہے۔"

جو احباب جماعت اپنے بچوں کو خدمتِ دین کے لئے وقف کرنا چاہتے ہیں وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو اطلاع دیں۔ یہ یاد رکھیں کہ ۳ر اپریل ۱۹۸۷ء کے بعد پیدا ہونے والے بچے "وقفِ نَو" میں اور ۳ر اپریل ۱۹۸۷ء سے پہلے پیدا ہونے والے بچے تحریک "وقفِ اولاد" میں شامل ہوں گے۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت فضل عمر

اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے

علمی مسائل

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں دعویٰ فرمایا تو اس وقت جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے قربانیاں کیں وہ بظاہر کیسی بے فائدہ اور کیسی بے نتیجہ نظر آتی تھیں مگر پھر انہی قربانیوں کے نتیجہ میں مکہ فتح ہوا اور سارا عرب اسلامی جھنڈے کے نیچے آگیا۔ جب صحابہ رضی اللہ عنہم مکہ میں قربانیاں کر رہے تھے۔ اس وقت کوئی شخص یہ قیاس بھی نہیں کر سکتا تھا کہ ایک دن انہی قربانیوں کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عظیم الشان شوکت ملنے والی ہے اس وقت جن عورتوں کی شرم گاہوں میں نیزے مار مار کر انہیں مارا جاتا تھا جن مردوں کو اونٹوں کے ساتھ باندھ کر اُن کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا تھا۔ ان عورتوں اور ان مردوں کی قربانیوں کو دیکھ کر ہر شخص سمجھتا تھا کہ یہ لوگ بیکار اپنی عمریں ضائع کر رہے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں میں سے ایک عثمان رضؓ بن مظعون بھی تھے عرب کا ایک مشہور شاعر لبید ایک مجلس میں اپنے اشعار سنا رہا تھا کہ اس نے یہ مصرعہ پڑھا

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ

یعنی سنو کہ خدا کے سوا ہر چیز تباہ ہونے والی ہے۔ عثمان بن مظعون نے یہ مصرعہ سنتے ہی بڑے زور سے کہا کہ بالکل ٹھیک خدا کے سوا ہر چیز واقعہ میں فنا ہونے والی ہے۔ عثمان بن مظعون اس وقت چھوٹی عمر کے بچے تھے جب انہوں نے تعریف کی تو لبید ناراض ہو گیا اور اس نے لوگوں سے کہا کہ اس لڑکے نے میری ہتک کی ہے کیا میں اپنے اشعار میں ایک چھوکرے کی تائید کا محتاج ہوں۔ بعض لوگ اسے مارنے کے لئے اٹھے۔ لیکن بعض اور نے دخل دے کر اس معاملے کو رفع دفع کرا دیا اور اسے کہہ دیا کہ اب تم نے کچھ نہیں کہنا اس کے بعد لبید نے اس شعر کا دوسرا مصرعہ پڑھا

وَكُلُّ نَعِيمٍ لَا مَحَالَةَ زَائِلُ

یعنی ہر نعمت بہر حال ایک دن ختم ہونے والی ہے اس پر عثمان بن مظعون سے برداشت نہ ہو سکا اور انہوں نے کہا جنت کی نعمتیں کبھی ختم نہیں ہوں گی۔ لبید کو سخت غصہ آیا اور اس نے کہا میں اس مجلس میں اب اپنے شعر سنانے کے لئے تیار نہیں اس پر لوگ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے عثمان بن مظعون کو مارنا شروع کر دیا اور ایک شخص نے اتنے زور سے گھونسا مارا کہ عثمان بن مظعون کی ایک آنکھ کا ڈیلا باہر نکل آیا۔ ان کے والد کا ایک دوست بھی اسی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور پہلے وہ اسی کی پناہ میں رہتے تھے۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ دوسرے مسلمانوں کو ماریں پڑ رہی ہیں اور وہ آرام سے مکہ میں پھرتے ہیں تو انہوں نے اس رئیس سے جا کر کہہ دیا کہ میں تمہاری پناہ میں نہیں رہنا چاہتا۔ چنانچہ اس نے اعلان کر دیا کہ عثمان اب میری پناہ میں نہیں اسے یہ جرأت تو نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ سب لوگوں کے سامنے ان کی مدد کرتا لیکن جب ان کی آنکھ نکل گئی تو جس طرح کسی غریب آدمی کے بچے کو کوئی امیر آدمی کا بچہ مار بیٹھے تو غریب ماں اپنے بچے کو ہی مارتی ہے اور اس پر غصہ نکالتی ہے اسی طرح وہ ان مارنے والوں پر تو غصہ نہیں نکال سکتا تھا۔ اس نے عثمانؓ پر ہی غصہ نکالا اور کہا کہ میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ تو میری پناہ سے نہ نکل اب دیکھا تو نے کہ اس کا کیا نتیجہ نکلا۔ حضرت عثمان بن مظعون نے جواب دیا کہ چچا تم تو مجھ پر اس لئے خفا ہو رہے ہو کہ میری آنکھ کیوں نکلی لیکن خدا کی قسم میری تو دوسری آنکھ بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں نکلنے کے لئے تڑپ رہی ہے۔ اب کیا کوئی عقل مند اس وقت قیاس کر سکتا تھا کہ ان کی ایک آنکھ کا نکلنا دین کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے۔

واقعہ یہی ہے کہ اس وقت یہ تمام قربانیاں بالکل بے کار نظر آتی تھیں لیکن اگر عثمان بن مظعون کی ایک آنکھ خدا تعالیٰ کے راستہ میں نہ نکلتی اگر عثمان بن مظعون کی دوسری آنکھ خدا تعالیٰ کی راہ میں نکلنے کے لئے تڑپ نہ رہی ہوتی۔ اگر عورتوں کی شرم گاہوں میں نیزے نہ مارے جاتے اگر مکہ کے ابتدائی دور میں صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی جانیں قربان نہ کرتے تو مسلمان وہ قربانیاں کبھی پیش نہ کر سکتے جو انہوں نے بدر اور احد کے موقعہ پر پیش کیں۔ وہ قربانیاں کبھی پیش نہ کر سکتے جو انہوں نے احزاب کے موقعہ پر پیش کیں۔ یہی قربانیاں تھیں جنہوں نے ان کے اندر جوش پیدا کیا ان کے اندر اخلاص پیدا کیا اور انہیں قربانی کے نہایت اعلیٰ مقام پر لا کر کھڑا کر دیا اسی طرح بے شک وہاں ہزاروں بکرے ذبح ہوتے ہیں جن کا گوشت بظاہر ضائع چلا جاتا ہے اور اس کو کھانے والا بھی کوئی نہیں ہوتا مگر اسلام پھر بھی قربانیوں کا حکم دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ تمہارے لئے اس میں خیر اور برکت رکھی گئی ہے۔ تمہیں ان قربانیوں کے تسلسل کو ہمیشہ جاری رکھنا چاہئے اور ان دُور رس نتائج پر نظر رکھنی چاہئے جو ان قربانیوں کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس احمق بادشاہ کی طرح نہیں بننا چاہئے جس نے خوج کے خرچ کو بے مصرف قرار دے کر اسے توڑ دیا تھا اور سمجھ لیا تھا کہ وقت آنے پر قصاب یہ کام کر لیں گے مگر نتیجہ یہ ہوا کہ سارا ملک اس کے ہاتھ سے جاتا رہا۔ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہمیں ایک ایسا واقعہ نظر آتا ہے جس میں مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ نے یہی سبق دیا تھا کہ بعض دفعہ ایسی قربانی بھی کی جاتی ہے جس کا بظاہر کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ مگر پھر بھی قوم کو قربانی میں حصہ لینا پڑتا ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ سے صلح کر لی تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے اندر اس قدر بے چینی پیدا ہوئی کہ حضرت عمرؓ جیسا آدمی بھی گھبرا گیا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم حج کریں گے آپ نے فرمایا ٹھیک ہے مگر یہ کب فرمایا تھا کہ اسی سال کریں گے۔ غرض صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے یہ ایک بہت بڑا صدمہ تھا جس سے انہیں دوچار ہونا پڑا۔ اسی لئے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی قربانیاں یہیں ذبح کر دو تو وہ حیران ہوئے کہ ہمیں یہ کیا حکم دیا گیا ہے۔ قربانی تو مکہ میں ہوتی تھی۔ اور پھر عمرہ یا حج کے بعد ہوتی تھی۔ مگر ہمیں یہیں قربانی کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ جب ہم مکہ گئے نہیں خانہ کعبہ کا ہم نے طواف نہیں کیا۔ عمرہ یا حج نہیں کیا تو قربانی کیسی۔ جب صحابہ رضی اللہ عنہم قربانیاں کرنے میں متامل ہوئے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لے گئے اور اپنی ایک بیوی سے فرمایا۔ کہ آج میری قوم کو میں نے یہ حکم دیا تھا مگر اس نے میری اس بات کو نہیں مانا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہوں نے محبت کی کمی کی وجہ سے ایسا نہیں کیا بلکہ اس صدمے کا ان کی طبیعتوں پر اس قدر اثر ہے کہ وہ اپنے حواس میں نہیں رہے آپ اپنی قربانی کو ذبح کرنا شروع کر دیجئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے کچھ نہ کہیں۔ پھر دیکھیں کہ اس کا کیا اثر ہوتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا۔ آپ نے نیزہ ہاتھ میں لیا اور سیدھے اپنی قربانی کی طرف گئے۔ آپ (رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم) کا اپنے اونٹ کو نیزہ مارنا تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم دیوانہ وار اٹھے اور اپنی قربانیاں ذبح کرنے لگ گئے۔ اب دیکھو یہ قربانی بظاہر بے معنی تھی صحابہ رضی اللہ عنہم مکہ میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے خانہ کعبہ کا طواف نہیں کیا تھا انہوں نے عمرہ یا حج نہیں کیا تھا مگر پھر بھی انہوں نے اپنی قربانیاں ذبح کر دیں ایسا کیوں ہوا۔ صرف اس لئے کہ اللہ تعالےٰ یہ بتانا چاہتا تھا کہ اگر لوگ تمہیں بیت اللہ تک نہیں جانے دیتے تو جہاں انہوں نے تمہیں روک دیا ہے تم وہیں قربانی کر دو اور سمجھ لو کہ یہی مقام خدا تعالیٰ کا گھر ہے۔ غرض یہ بھی بظاہر ایک بے مصرف قربانی تھی مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس قربانی کا حکم دیا اور اس طرح بتا دیا کہ خواہ کوئی قربانی تمہیں کتنی ہی بے مصرف دکھائی دیتی ہو تمہارا کام ہچکچاہٹ کا اظہار کرنا نہیں۔ تمہارا کام قربانیوں کی آگ میں اپنے آپ کو جھونک دینا ہے۔ تمہیں خدا نے اپنے دین کا سپاہی بنایا ہے۔ تمہارے ہاتھوں پر کفر اور شیطنت کی شکست مقدر ہے۔ تم کام کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو پس تمہارا جرنیل تمہیں جو کچھ کہتا ہے تم کرو۔ اور جس طرف

باقی ص ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خواجہ غلام نبی صاحب
سابق ایڈیٹر۔ الفضل

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب کی ایک خاص خصوصیت

زندگی میں موت کے متعلق تیاری

(آج سے ۵۳ سال پہلے لکھی ہوئی ایک تحریر)

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب کے متعلق مَیں نے اپنے ایک مختصر سے مضمون میں بیان کیا تھا کہ کچھ عرصہ سے آپ وصال الی اللہ کے لئے ہر وقت بے تاب سے نظر آتے اور ایسے اشتیاقیہ الفاظ میں اور ایسے مسرت آمیز لہجہ میں اس کا ذکر فرماتے کہ دنیا سے آپ کی انتہائی دلبرداشتگی ظاہر ہوتی تھی۔

بے شک یہ بات ایک اعلیٰ شان کے صاحب ایمان کے ہی شایاں ہے۔ اور ہر ایمان دار اپنی معرفت اور صفائی قلب کے لحاظ سے اپنے محبوب حقیقی کے حضور حاضر ہونے کے لئے اس دنیا کو خوشی خوشی چھوڑنے کا جذبہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور جیسے موقع میسّر آئے۔ کسی نہ کسی رنگ میں اس کا اظہار بھی کرتا ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں حضرت میر صاحب سے جو خاص بات ظہور پذیر ہوئی۔ وہ یہ ہے کہ آپ نے فرشتہ اجل کو خوش آمدید کہنے کے متعلق تمام تیاری اپنی زندگی میں خود کی اور اس اہتمام سے کی کہ اپنی موت کا اعلان بھی آپ خود ہی لکھ کر دے گئے۔

ذرا اندازہ لگایئے اس انسان کی روحانی اور ایمانی قوت کا۔ جس نے اپنے ہاتھ سے سوائے تاریخ اور وقت کے جس کی تعیین اس کے بس میں نہ تھی یہ الفاظ رقم فرمائے :-

"مَیں محمد اسمٰعیل ولد حضرت میر ناصر نواب ولد سید ناصر امیر صاحب دہلوی آج مورخہ بوقت اپنے احباب و اعزّہ سے رخصت ہو کر عالم برزخ میں آ گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری پردہ پوشی فرمائے۔ میں نے دنیا میں سال قیام کیا یعنی ۲ شعبان ۱۲۹۸ھ مطابق ۱۸ جولائی ۱۸۸۱ء دوشنبہ کے روز پیدا ہوا۔ اور میں نے اس جہان فانی کو چھوڑا۔ ناظرین اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیں کہ وہ مجھے قبر کے دکھوں، حشر کی تکالیف اور پل صراط کے مصائب اور دوزخ کے عذابوں سے محفوظ کر کے جنت میں محض اپنے فضل اور رحم اور کرم سے جگہ عنایت فرمائے اور اپنی نعمتوں سے بہرہ وافر عطا کرے۔"

ان سطور کے ایک ایک لفظ سے ظاہر ہے۔ کہ یہ اعلان نہ صرف نہایت سکون دل بلکہ اطمینان قلب کے ساتھ لکھا گیا بلکہ موقع شناسی سے بھی خوب ہی کام لیا گیا۔ دعا کی اور نہایت جامع اور ضرورت کے عین مطابق دعا کی درخواست اس انداز سے برمحل کی گئی ہے آپ کو جاننے والا شائد ہی کوئی ایسا شخص ہو جس کا دل پگھل کر پانی پانی نہ ہو گیا ہو۔ اور آپ کی بلندی درجات کے لئے مضطربانہ دعا نہ نکلی ہو گی۔ ایسے وقت کی ایسی بے شمار دعائیں شرف قبولیت سے کیوں محروم رہی ہوں گی۔ جب کہ وہ حضرت میر صاحب ایسے اللہ والے کے لئے کی گئیں۔

مذکورہ بالا اعلان کے بقیہ حصہ میں دنیوی زندگی۔ موت اور پھر آخرت کی زندگی کے فلسفہ پر نہایت عارفانہ کلام کرنے کے بعد اپنی قلبی کیفیت کا نقشہ یوں کھینچا ہے :

"میں نے دنیا میں تکالیف ابتلاء مصائب اور بیماریاں سب دیکھے مگر ان میں بھی خدا کے فضل اور اسکی رحمت کو ہر قدم پر محسوس کیا۔ پس اب جبکہ لقائے الٰہی کا مقام قریب تر ہوتا جاتا ہے میں کیونکر آگے بڑھنے سے ڈر سکتا ہوں۔"

اس سلسلہ میں عزیزوں اور دوستوں کو خوشی خوشی موت قبول کرنے اور لقائے الٰہی کے حصول میں ہر تکلیف مردانہ وار برداشت کرنے کی نہایت دلنشین الفاظ میں تلقین کرتے ہوئے فرمایا

"جو کرم۔ جو رحم۔ جو شفقت جو مروت اور جو احسان مجھے اپنے خداوند خدا میں نظر آیا۔ بخدا وہ ہرگز کسی دوسرے میں نظر نہیں آیا۔ پس ایسے خدا کے لقا سے اور اس کے روبرو پیش ہونے سے ڈرنے کے کیا معنی۔"

جب دیکھا جائے کہ یہ الفاظ اس انسان کے قلم سے نکلے۔ جو خوشی خوشی موت سے ہمکنار ہوا۔ جسے موت کسی مرحلہ پر ایک لمحہ کے لئے بھی ہراساں نہ کر سکی اور جس نے یہ تحریر اس لئے قلم بند فرمائی۔ کہ جب وہ شاداں و فرحاں موت کی گھاٹی سے گذر جائے۔ تو اس کی طرف سے اس کے دوستوں اور عزیزوں تک پہنچا دی جائے۔ تو یہ ایک ایسی اہم دستاویز بن جاتی ہے جسے ہر احمدی کو ہر وقت اور خاص کر اس وقت جبکہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی جان پیش کر دینے کا موقع میسر آ رہا ہو، پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ اور کسی رنگ میں بھی موت کا ڈر یا خوف اپنے پاس تک نہ آنے دینا چاہیئے۔ کیونکہ بالفاظ حضرت میر صاحب موت ایک سیڑھی ہے۔ جو انسان کو نچلی منزل سے بالا خانہ تک پہنچاتی ہے۔

موت کے مرحلہ سے گذرنے کے بعد چونکہ جسد بے روح کے لئے کچھ اور مرحلے بھی اس دنیا میں باقی تھے۔ اس لئے ان کے بارے میں بھی حضرت میر صاحب نے اپنی خواہش اور تمنّا کا اظہار کیا۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے اس پیارے بندہ کی ان تمنّاؤں کو بھی اپنے فضل سے اسی طرح پورا فرمایا۔ جس طرح وہ چاہتا تھا۔

اپنی نعش کو غسل دینے کے متعلق حضرت میر صاحب نے یہ خواہش ظاہر فرمائی اور خدا تعالیٰ کے غنیٰ کا پورا پورا احترام کرتے ہوئے فرمائی کہ

"میری نعش کو غسل دینے کے لئے اگر ممکن ہو تو شیخ عبدالرحیم صاحب بھائی جی اور شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی اور حکیم عبداللطیف صاحب شہید کو بلا لیا جائے۔ شہید صاحب پانی ڈالیں۔ کفن موجود ہے۔"

آخر جب وہ وقت آیا۔ کہ حضرت میر صاحب کی روح ملاء اعلیٰ میں پرواز کر گئی۔ اور صرف ان کی "نعش" رہ گئی۔ تو اس کے متعلق آپ نے جس خواہش کا اظہار فرمایا تھا۔ اسے پورا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے سامان کر دیئے۔ مذکورہ بالا تینوں اصحاب زندہ و سلامت تھے۔ قادیان میں موجود تھے اور صحت و تندرستی کی حالت میں تھے۔ وہ اپنا فرض ادا کرنے کے لئے خود پہنچ گئے۔ خدا تعالیٰ نے انہیں حضرت میر صاحب کی خواہش کو لفظ بلفظ پورا کرنے کی توفیق دی۔

میں نے حضرت میر صاحب کی وفات کے بعد حضرت شیخ عبدالرحیم صاحب بھائی جی سے پوچھا۔ حضرت میر صاحب نے اپنی زندگی میں آپ سے اس بات کا ذکر کیا ہو گا۔ اس وقت آپ نے یہ نہ کہا کہ کون جانتا ہے۔ پہلے کون فوت ہو۔ کہنے لگے۔ میں نے یہ کہا تھا۔ مگر میر صاحب نے جواب دیا۔ آپ لوگ مجھ سے پہلے نہیں فوت ہوں گے۔ پہلے میری باری ہے۔

نعش کے غسل کے بعد قبر کا سوال آتا ہے۔ اس کے متعلق بھی حضرت میر صاحب نے اپنی خواہش کا اظہار فرمایا اور خدا تعالیٰ کی قضاء و قدر کے متعلق اپنی پوری رضا کے ساتھ فرمایا۔ نیز حضرت (فضل عمر) سے کمال ادب و احترام کے ساتھ حسن طلب میں بھی کمال کر دیا۔ چنانچہ لکھا :

"درخواست۔ آخر میں حضرت (فضل عمر) کی خدمت میں ...... عرض ہے۔ کہ کوئی شخص اپنے انجام سے آگاہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ میرا انجام اچھا کرے۔ اور مجھے بہشتی مقبرہ کا اہل بنائے۔ اگر یہ فضل مجھ پر خدائے قدوس کی طرف سے ہو جائے۔ تو میری خواہش ہے کہ اپنے لوگوں میں دفن ہوں۔ ایک جگہ حضرت والدہ صاحبہ اور دیوار کے درمیان ایک قبر کی ہے۔ حضور کی مہربانی ہو گی اگر مجھے وہاں دفن کیا جائے ....

محمد اسمٰعیل

خدا تعالیٰ نے حضرت میر صاحب کی یہ خواہش بھی بعینہٖ پوری فرمائی۔ اسی جگہ ان کی قبر بنی جہاں اُن کی خواہش تھی۔

خاندان حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے ساتھ رشتہ کے لحاظ سے نہایت معزز رتبہ رکھنے کے علاوہ حضرت میر صاحب نے اپنی ساری زندگی احمدیت کی خدمت میں صرف کر دی۔ ہر قربانی اور ایثار کے وقت پیش پیش رہے۔ مگر کیا مجال کہ اشارۃً بھی کسی بات کا ذکر ہو۔ بلکہ اپنی انتہائی خواہش اور دلی آرزو اور آخری آرزو کو "درخواست" کے طور پر پیش کیا۔ اور "حضور کی مہربانی ہو گی" کو ذریعہ قبولیت قرار دیکر خاموش ہو گئے۔

رضائے امام کو اپنی بڑی سے بڑی

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انٹرویو

یوسف سہیل شوق

سیرالیون میں جماعت احمدیہ کی ترقی

امیر و مربی انچارج مولانا خلیل احمد مبشر سے ایک گفتگو

مکرم مولانا خلیل احمد مبشر صاحب نے ۱۹۷۰ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد وہ جہلم اور چکوال میں بطور مربی سلسلہ مقیم رہے۔ ۱۹۷۳ء میں ان کی تقرری سیرالیون ہوئی۔ ۳ سال بعد واپس آئے اور ۱۹۷۸ء میں فیملی کے ساتھ دوبارہ گئے۔ ۱۹۸۳ء میں واپس آئے۔ اور ۱۹۸۴ء سے حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سیرالیون کا امیر و مشنری انچارج مقرر فرما دیا۔ اس کے بعد جلسہ سالانہ برطانیہ میں شرکت کر کے مختصر سے وقت کے لئے ربوہ تشریف لائے ہیں۔

مغربی افریقہ کے ممالک میں سے سیرالیون ایک چھوٹا سا ملک ہے جس کی آبادی ۳۵ لاکھ کے لگ بھگ ہے یعنی سارے ملک کی آبادی لاہور شہر سے بھی کم ہے۔ یہ وہ ملک ہے جس نے صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر یادگاری ڈاک ٹکٹ جاری کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

سیرالیون کے امیر اور مربی انچارج مکرم مولانا خلیل احمد مبشر صاحب پچھلے دنوں ربوہ تشریف لائے تو ان سے گفتگو ہوئی۔ مولانا نے بتایا کہ سیرالیون میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کو بڑی عزت اور وقار کا مقام حاصل ہے۔

مکرم خلیل مبشر صاحب نے بتایا کہ ملک میں خصوصی حالات کی وجہ سے چیکنگ کا نظام بہت سخت ہے لیکن احمدی مربیان یا ڈاکٹروں یا ٹیچروں کی گاڑیوں کو کہیں نہیں روکا جاتا۔ عموماً پولیس والے ہمیں پہچان جاتے ہیں۔ ہماری اچکنوں وغیرہ سے جان جاتے ہیں کہ یہ احمدی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ سیرالیون میں احمدی کہلانا فخر کا موجب ہے۔ چنانچہ ایسا بھی ہوا ہے کہ بعض ہندو اور لبنانی باشندوں نے خود کو احمدی ظاہر کر کے بعض فوائد اٹھائے۔ مکرم خلیل مبشر صاحب نے بتایا کہ ہر سال جب پارلیمنٹ کا اختتامی اجلاس ہوتا ہے تو امیر جماعت احمدیہ سیرالیون کو خصوصی دعوت پر بلایا جاتا ہے اور صدر کے قریب اس کی نشست رکھی جاتی ہے۔ سیرالیون کی کل آبادی ۳۵ لاکھ ہے۔ اس میں ۶۰ فی صد مسلمان ہیں۔ سربراہ مملکت جنرل موموعیسائی ہیں۔ کابینہ میں عیسائی اور مسلمان ملے جلے ہیں۔

جناب مصطفےٰ سنوسی صاحب جو ایک وقت میں ملک کے نائب صدر رہے ہیں احمدیوں کے بڑے مداح ہیں۔ اسی طرح ایک اور سابق نائب صدر جناب آئی ایس کروما بڑے فخر سے بتایا کرتے تھے کہ انہوں نے احمدیہ پرائمری سکول میں تعلیم حاصل کی ہے۔

سیرالیون میں نمایاں حیثیت کے حامل احمدیوں کا ذکر کرتے ہوئے مکرم مولانا خلیل احمد مبشر صاحب نے بتایا کہ پچھلے دنوں وزیر مال ایک احمدی تھے۔ حال ہی میں ایک نائب وزیر برائے زراعت جناب ڈارامی روجرز بھی ایک احمدی تھے۔ آجکل ویسٹ افریقن ایگزامینیشن کونسل کے سینئر ڈپٹی رجسٹرار ہماری جماعت کے ایک نائب امیر جناب علیو ایس دین ہیں۔ موصوف بڑے مخلص احمدی ہیں۔ ایک اور احمدی مسٹر ڈی۔ ایم کالون صاحب سیرالیون پروڈیوسنگ مارکیٹنگ بورڈ کے قائم مقام مینجنگ ڈائریکٹر ہیں۔ ہمارے نائب امیر صاحب جن کا اوپر ذکر ہوا ہے' ان کے ایک بھائی سیرالیون فشنگ کمپنی کے ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر ہیں ان کا نام سنوسی ایس دین ہے۔ ان کے علاوہ وزارت تعلیم اور دیگر وزارتوں میں احمدی احباب اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں

مکرم خلیل مبشر صاحب نے بتایا کہ سیرالیون میں ۱۰۴ احمدیہ پرائمری سکول۔ ۲۰ احمدیہ سیکنڈری سکول اور ۳ احمدیہ ہسپتال قائم ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ہمارے تعلیمی اداروں نے خدا کے فضل سے ملک میں بہت شہرت حاصل کی ہے۔ ملک کے چاروں صوبوں میں کھیلوں اور تعلیم دونوں میدانوں میں احمدی سکول ہمیشہ اعزازات حاصل کرتے ہیں۔ احمدیہ سکولوں میں فری ٹاؤن احمدیہ سیکنڈری سکول اور بو- B5 کا احمدیہ سکول بہت مشہور ہیں۔ ان سے تعلیم حاصل کر کے فارغ ہونے والے طلباء ملک بھر میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ دونوں سکولوں میں طلباء کا بہت رش رہتا ہے اور داخلہ کے وقت بڑا مسئلہ بن جاتا ہے کہ کس کو داخل کریں اور کس کو نہ کریں۔ فری ٹاؤن کے سکول میں طلباء کی تعداد ڈھائی سے تین ہزار ہے جبکہ بو B5 کے سکول میں تعداد ڈیڑھ ہزار کے لگ بھگ رہتی ہے۔ ملک کے صدر کے صاحبزادے احمدیہ سیکنڈری سکول فری ٹاؤن میں زیر تعلیم ہیں۔ اسی طرح کئی وزراء کے بچے احمدیہ سکولوں میں پڑھتے ہیں۔

مولانا نے بتایا کہ ہمارے مقابلے میں عیسائیوں کے سکول سو سے ڈیڑھ سو سال پرانے ہیں لیکن خدا کے فضل سے ہمارے سکولوں نے سب دیگر سکولوں کو پیچھے چھوڑا ہوا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ پچاس سال قبل اس ملک میں صرف عیسائیوں کے سکول تھے۔ پہلا (احمدیہ) پرائمری سکول ۱۹۳۹ء میں کھولا گیا۔ احمدی مربی حضرت مولوی نذیر احمد صاحب علی نے انگریزوں سے لڑ جھگڑ کر پہلا احمدیہ سکول روکوپور کے مقام پر قائم کیا۔ پہلا سیکنڈری سکول بھی احمدیوں نے بو- B5 کے مقام پر قائم کیا۔

جماعت احمدیہ کی طبی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے مولانا خلیل احمد صاحب مبشر نے بتایا کہ ملک میں ہمارے تین ہسپتال ہیں جو روکوپور' مائل ۹۱ اور بواجے بو کے مقامات پر قائم ہیں۔ باوجود اس کے کہ ہمارے ہسپتالوں میں ساری سہولتیں موجود نہیں ہیں۔ اس کے باوجود عام لوگوں کا ہمارے ہسپتالوں کی طرف بڑا رجوع ہے۔ ہمارے ڈاکٹر اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اور دعاؤں کی قبولیت کے نتیجہ میں ایسے ایسے مریضوں کے کامیاب اپریشن کر دیتے ہیں جن کو دوسرے ہسپتالوں نے لاعلاج قرار دیا ہوتا ہے۔

ہمارے ڈاکٹروں نے ٹارچ اور لیمپوں کی روشنی میں کامیاب اپریشن کئے ہیں اور اب بھی کر رہے ہیں۔ مولانا نے بتایا کہ اب حال ہی میں تینوں ہسپتالوں کو ترقی دی گئی ہے اور ان میں لیبارٹری کا سامان، ایکسرے، ای سی جی مشینیں فراہم کی گئی ہیں۔ بواجے بو کے ہسپتال میں آپریشن تھیٹر اچھے معیار کا ہے جبکہ دیگر ہسپتالوں میں عام میزوں پر ہی اپریشن کر لئے جاتے ہیں۔ مذکورہ بالا آپریشن تھیٹر مکرم ڈاکٹر امتیاز چوہدری صاحب ایف۔ آر۔ سی۔ ایس نے اپنے قیام کے دنوں میں بنوایا تھا۔ آجکل وہ امریکہ میں ہیں۔ تمام ہسپتال نصرت جہاں سکیم کے تحت قائم ہیں۔

مکرم امیر صاحب سیرالیون کی گفتگو بڑی دلچسپ اور ایمان افروز تھی لیکن اس گفتگو کا چوٹی کا نکتہ وہ تھا جب انہوں نے سیرالیون میں دعوت الی اللہ کے تحت انقلابی ترقی کا ذکر کیا۔ انہوں نے جو اعداد و شمار بتائے وہ دلوں میں ایمان کی نئی مضبوطی اور زبردست استحکام پیدا کرنے والے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لندن پہنچنے کے بعد یہ اعلان فرمایا کہ خدا کے فضل و کرم سے ہر سال پہلے کی نسبت دوگنا بیعتیں دنیا بھر میں ہوا کریں گی۔ چنانچہ پہلا ہدف جو سیرالیون کو دیا گیا وہ ڈیڑھ ہزار کا تھا۔ اس میں کامیابی کے بعد اگلے سال یہ ٹارگٹ دوگنا کر کے تین ہزار کر دیا گیا۔ اللہ نے اس میں بھی کامیابی دی۔ تو حضور ایدہ اللہ کے ارشاد کے تحت اس سے اگلے سال یہ ٹارگٹ ۶ ہزار کر دیا گیا۔ سعید روحوں کا رخ اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی طرف موڑ دیا تھا۔ امام جماعت کی دعائیں ہمارے ساتھ تھیں۔ چنانچہ یہ ٹارگٹ بھی کامیابی سے حاصل کر لیا گیا۔ اس سے اگلے سال' سابقہ سال کے ٹارگٹ کو دوگنا کرنے کے منصوبے کے تحت نیا ٹارگٹ بارہ ہزار مقرر ہوا احمدی مربیان نے دن رات کام اور دعائیں کر کے اس میں بھی سرخروئی حاصل کی۔ اس سے اگلے سال کے لئے یہ ٹارگٹ دوگنا کر کے ۲۴ ہزار مقرر ہوا۔ یہ مشکل ٹارگٹ بظاہر ناقابل حصول نظر آرہا تھا۔ لیکن محض اور محض خدا کے فضل سے ایسے نئے علاقوں میں احمدیت کی قبولیت کے سامان پیدا ہو گئے کہ ۲۴ ہزار کی بجائے ۲۶ ہزار بیعتیں ہو گئیں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ کے منصوبوں میں خدا تعالیٰ کے فرشتوں کی زبردست تائیدات شامل تھیں۔ لہذا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے محض اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اپنا منصوبہ جاری رکھا اور اگلے سال کے لئے یہ ٹارگٹ ۵۱ ہزار کر دیا۔ یہ ٹارگٹ موجودہ سال میں حاصل کرنا ہے یعنی ۳۱ دسمبر ۱۹۹۰ء تک مولانا خلیل مبشر صاحب نے بتایا کہ ان کے جلسہ سالانہ برطانیہ پر آنے سے قبل اس ٹارگٹ کا ایک اہم حصہ حاصل کیا جا چکا تھا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے قوی امید ہے کہ ۵۱ ہزار کا ٹارگٹ اس سال ہم حاصل کر لیں گے۔ انہوں نے احباب جماعت سے درخواست کی کہ احمدی مربیان اور دیگر مخلصین کی کامیابی

باقی ص پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبارات میں سے

"تاریخ شاہد ہے کہ انگریز جہاں بھی گیا وہاں سے باآسانی نکلنے کا نام نہیں لیتا۔ برصغیر پاک و ہند میں ایک تجارتی کمپنی کے روپ میں آیا۔ مسلمانوں کی حکومت کے خاتمہ کے لئے درپردہ سازشیں شروع کر دیں۔ بالآخر حکومت پر قبضہ کر کے برصغیر کا بلاشرکت غیرے حکمران بن بیٹھا۔ یہاں آزادی کی زبردست تحریک شروع ہوئی جسے جنگِ آزادی کی بجائے غدر کا نام دیا گیا۔

جہادِ آزادی میں لاکھوں مسلمان شہید ہوئے ہزاروں علما کو تختہ دار پر لٹکایا گیا۔ مساجد کا تقدس پامال کیا گیا۔ عیسائی پادریوں کی جماعتیں مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے پہنچ گئیں جنہوں نے مسلمانوں کو مرتد بنانے کی مہم شروع کر دی اس کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کے نسخے مسلمانوں کے گھروں سے چھین کر یا خرید کر دریا برد کرنے شروع کر دیئے اور اپنا نظام تعلیم رائج کر دیا تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں جو قرآن پاک سے محبت اور دین اسلام سے قلبی لگاؤ ہے وہ نکل جائے۔ بالآخر مسلمانوں اور علمائے حق کی قربانیاں رنگ لائیں اور انگریز کو اپنا بوریا بستر لپیٹ کر واپس جانا پڑا۔ جاتے ہوئے وہ برصغیر کی تمام دولت، سونے چاندی کے ذخائر، قیمتی نوادرات، حتی کہ کتب خانے تک ساتھ لے گیا اور برصغیر کو دیوالیہ کر گیا۔ انگریز نے برصغیر میں ایسا نظام تعلیم رائج کیا جس سے بقول اس کے اگر مسلمان عیسائی نہ بن سکے تو مسلمان بھی نہیں رہیں گے۔ چنانچہ اس میں وہ کافی حد تک کامیاب رہا۔ انگریز تو چلا گیا لیکن اپنے نظام تعلیم کی بدولت وہ یہاں کالے انگریز چھوڑ کر گیا۔ جن کو اسلام سے کوئی لگاؤ نہیں ہے۔

اب وہی انگریز مسلمانوں کے مرکز سعودی عرب پہنچ چکا ہے۔ سعودی عرب واحد ملک تھا جس کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہاں شرعی سزائیں نافذ ہیں۔ جب ملحد اور دہریے قسم کے کالے انگریز یہ اعتراض کرتے، ہمیں بتاؤ اسلام کہاں نافذ ہے؟ تو اس کے جواب میں بطور نظیر کے سعودی عرب کا نام لیا جاتا تھا۔ لیکن آج وہی سعودی عرب ہے جس نے محض کویتی شیخ کی دوستی کو نبھانے کے لئے انگریز کو اس پاک سرزمین پر بلا کر اس سے تحفظ کی مدد مانگی ہے۔ سوچنے کا مقام ہے کہ کیا کویتی شیخ "فرشتہ" ہے کہ صرف اس کے اور اس کے خاندان کے لئے اتنا بڑا قدم اٹھایا گیا کہ وہاں انگریز فوجوں کو دعوت دے دی جو وہاں سرعام فحاشی، کا ارتکاب کرتے ہیں، شراب پیتے ہیں، خنزیر کا گوشت کھاتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس ملک میں ہو رہا ہے جو اسلام کا سب سے بڑا علمبردار تھا۔"

(ہفت روزہ ختم نبوت ۲۸ ستمبر تا ۴ اکتوبر ۱۹۹۰ء)

بقیہ: ص۵ سے آگے

کے لئے خصوصی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کے ارشادات کو پورا کرنے کی توفیق دے۔

مولانا مبشرؔ صاحب نے بتایا کہ ہم سے زیادہ خود حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ کو یقین ہے کہ ۱۵ ہزار کا ٹارگٹ حاصل ہو جائے گا۔ لہذا ابھی سے حضور نے اس سے اگلے سال کے لئے ایک لاکھ بیعتوں کا ٹارگٹ بھی مقرر فرما دیا ہے اور اس کے لئے انتظامات کرنے کا بھی حکم جاری فرما دیا ہے یہ ناقابلِ یقین باتیں ہیں۔ لیکن انہیں ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ہمارے ناکارہ اور حقیر وجودوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی جھکار دکھانے کے لئے منتخب کر لیا ہے یہ خدا تعالیٰ کا منصوبہ ہے۔

؎ قضائے آسماں است ایں بہر حالت شود پیدا

مکرم خلیل بشر صاحب نے بتایا کہ ۱۹۸۸ء میں جب حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ نے سیرالیون کا دورہ فرمایا تو ہمارے ملک میں بیوت الذکر کی تعداد ۱۰۰ کے قریب تھی۔ اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۸۷۰ بیوت الذکر قائم ہیں۔ انہوں نے کہا کہ درحقیقت جماعت سیرالیون کی انقلابی ترقی کا ایک سنگ میل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ۱۹۸۸ء کا دورہ سیرالیون تھا۔ اس کے بعد سے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے آسمان سے ہزاروں فرشتوں کی فوجیں سیرالیون میں اتر رہی ہیں اور سعید روحوں کو کھینچ کھینچ کر لا رہی ہیں۔ اور فی الحقیقت فوج در فوج دین حق میں داخل ہونے کے کئی نظارے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔

مولانا موصوف نے سیرالیون کے مربیان اساتذہ اور ڈاکٹر صاحبان کے لئے خصوصی دعاؤں کی درخواست کی۔

یاد رفتگان

محترم عبدالواحد خان صاحب

پروفیسر عبدالباسط۔ ڈیرہ غازی خان

محترم اباجان عبدالواحد خان صاحب ۱۹۱۷ء میں اپنے آبائی گاؤں ہیرو شرقی تحصیل تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازیخاں میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے حالات کے مطابق مڈل تک تعلیم حاصل کی۔ مگر اپنے مطالعہ کی بناء پر ہر علم پر کافی عبور رکھتے تھے۔

محترم اباجان نے نہایت نامساعد حالات میں سترہ برس کی عمر میں احمدیت قبول کی۔ اپنی بستی میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے سعادت بخشی۔ جس پر تمام بستی والے سنگ بدست ہو کر دوڑے۔ آپ کے والد محترم محمد جمال صاحب جو بستی کے امام تھے ان کو دور دراز سے عرصہ تک لوگ تعزیت کرنے آتے رہے اور عورتیں کئی ماہ بین کرتی رہیں گویا ان کا بیٹا فوت ہو گیا ہے۔

ان کے دلائل سے آخر کار داداجان بھی احمدی ہو کر فوت ہوئے۔ بعد میں محترم اباجان نے بطور معلم اصلاح وارشاد زندگی وقف کر دی اور تادم زیست اپنے عہد کو نبھایا۔ ڈیرہ غازیخاں راجنپور اور ملتان کے اضلاع میں مختلف اوقات میں تعینات رہے۔

دعوت الی اللہ کا شوق محترم اباجان کی رگ رگ میں بسا ہوا تھا۔ حتیٰ کہ اگر نظارت سے انہیں دورہ کا حکم ملتا تو زچہ بچہ کو چھوڑ کر روانہ ہو جاتے یہاں تک کہ بچہ زندگی و موت کی کشمکش میں رہ کر فوت ہو جاتا۔ آپ سلسلہ کے فدائی تھے۔ جب بھی ربوہ تشریف لے جاتے تو بہت خوش ہوتے۔ نظارت اصلاح وارشاد، بہشتی مقبرہ اور دیگر دفاتر تشریف لے جاتے۔ ہر ایک سے شرفِ ملاقات حاصل کرتے۔ مجھے بھی ملواتے (وہ آخر میں آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے میں بچہ تھا اور ہر وقت ساتھ رہتا) تاکہ احمدیت اور بزرگانِ سلسلہ کی مجھ میں محبت پیدا ہو۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور آپ کے خاندان سے بہت محبت تھی۔ بانی سلسلہ احمدیہ کا ذکر خیر آتا تو بچوں کی طرح رونے لگتے۔

آخری جلسہ سالانہ ربوہ کا واقعہ بیان کرتا ہوں جو اُن کی اپنے پیارے امام سے بے پناہ محبت کا اظہار کرتا ہے۔ رات کو ہماری اپنے پیارے آقا سے ملاقات ہوئی تو ہم سب قطار میں تھے۔ جب میرے بڑے بھائی عبدالماجد صاحب، اباجان کا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے تعارف کروانے لگے تو عزیزانہ جان امام نے اپنی مسند سے اٹھ کر اباجان کو شرفِ معانقہ بخشا اور فرمایا "ہاں ہاں مولوی صاحب کو میں جانتا ہوں۔ کیا حال ہیں مولوی صاحب؟" اتنا سُن کر اباجان کو کچھ ہوش نہیں رہا۔ کیا ہی عجیب نظارہ تھا۔ وہ اپنی خوش قسمتی پر اور اپنے محبوب آقا کا یہ التفات دیکھ کر بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہے تھے۔

آخر میں اُن کی اپنی رؤیا پر ہی اس تحریر کو سمیٹنے کی کوشش کرتا ہوں۔

"جب آپ زیادہ بیمار ہوئے تو دیکھا کہ عبدالماجد خاں (بڑے بیٹے) نے میرے لئے ایک پختہ کمرہ بنوایا ہے مگر اس کی بنیادوں سے پانی نکل آیا ہے۔ آخر ماجد خاں نے اُن میں ریت اور بجری ڈالی"

اللہ اللہ اُن کا آخری رؤیا بھی کس شان سے پوری ہوئی کہ جب اُن کی لحد مبارک کھودی گئی۔ تو تین مختلف جگہوں پر پانی نکل آیا۔ آخر ایک ریڑھی ریت بجری کی ڈالی گئی تب جا کر خواب کے مطابق اباجان کا وہ کمرہ تیار ہوا۔ تاریخ احمدیت میں بھی محترم اباجان کا ذکر ہوا۔

محترم اباجان نہایت ہی خوش اخلاق اور غریب الطبع انسان تھے۔ ساری زندگی کسی دشمن سے بھی اونچا نہ بولا بلکہ اُن پر ہر ممکن احسان فرماتے اور عمر بھر نہایت سادگی سے احمدیت کی خدمت بجا لاتے رہے۔ جس پر وہ بجا طور پر نازاں تھے۔

آخر ۲۰ اگست ۱۹۸۷ء کو وہ ساڑھے گیارہ بجے دن اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریقِ رحمت فرمائے اور ہمیں اُن جیسا بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم اخوند فیاض احمد صاحب ۔ لاہور چھاؤنی کی بیٹی امتہ الجمیل صاحبہ کے ہاں اپریشن کے ذریعہ بیٹا پیدا ہوا ہے۔

○ مکرمہ فاطمہ بی بی صاحبہ بیوہ مکرم ماسٹر محمد انور صاحب چوہان کے پتہ کا کامیاب اپریشن ملٹری ہسپتال میرپور آزاد کشمیر میں ۲۵ر ستمبر کو ہوا ہے۔

○ مکرم عبد الحق صاحب ساہیوال ایک لمبے عرصہ سے بعارضہ انجائنا بیمار ہیں۔

احباب ان سب کے لئے دعا کریں۔

اعلان نکاح

○ مکرم فرخ احمد صاحب کامران ولد مکرم چوہدری محمد رشید صاحب دارالصدر شمالی ربوہ کے نکاح کا اعلان محترمہ شاہدہ رشید صاحبہ بنت محترم چوہدری محمد رشید صاحب ایڈووکیٹ اقبال ٹاؤن لاہور کے ساتھ مبلغ پچاس ہزار روپے حق مہر پر مکرم چوہدری حمید نصر اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے مورخہ ۲۱ر ستمبر ۹۰ء کو خطبہ جمعہ سے قبل دارالذکر لاہور میں فرمایا۔

فرخ احمد صاحب کامران، محترم چوہدری عطاء محمد صاحب تحصیلدار کے پوتے اور محترم چوہدری احمد جان صاحب امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی کے نواسے ہیں۔ محترمہ شاہدہ رشید صاحبہ محترم ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی نواسی ہیں۔ احباب دعا کریں کہ یہ رشتہ جانبین کے لئے ہر طرح موجب خیر و برکت ہو۔

اعلان دارالقضاء

(شاہد مشتاق صاحب بابت ترکہ شیخ مشتاق احمد صاحب)

"مکرم شیخ مشتاق احمد صاحب آف ۵۸ - C گلبرگ III لاہور کے ورثاء نے درخواست دی ہے کہ پلاٹ ۱۹/۲ دارالصدر ربوہ آپ کے بیٹے شاہد مشتاق کے نام منتقل کیا جائے۔ (اس پلاٹ میں سے نصف حصہ مکرم شیخ مشتاق احمد صاحب کی اہلیہ محترمہ خالدہ بیگم صاحبہ کے نام ہے۔ یہ بھی ان کے بیٹے کے نام منتقل ہوگا) بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔"

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

ضروری اطلاع

روزنامہ الفضل کی وساطت سے کشتی رانی سے تعلق رکھنے والے تمام کھلاڑیوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ فیصل آباد ڈویژن روئنگ ایسوسی ایشن مورخہ ۱۰ر اکتوبر سے کشتی رانی کا ٹریننگ کیمپ شروع کر رہی ہے۔ جس میں نئے لڑکوں کو کشتی رانی کی تربیت دی جائے گی۔ اور دسمبر ۱۹۹۰ء کو ملتان میں منعقد ہونے والے پنجاب انٹر ڈویژنل کشتی رانی ٹورنامنٹ کے لئے ٹیم کی سلیکشن ہوگی۔ جو نئے نوجوان حصہ لینا چاہتے ہوں اپنے ضروری کوائف والدین کی اجازت کے ساتھ ۲۰ر اکتوبر ۹۰ء تک جمع کرا دیں۔ ٹریننگ کیمپ روزانہ ۵ بجے صبح تا ۶-۳۰ صبح تک ہوگا۔

ملک عبد الباسط

ڈویژنل کوچ فیصل آباد ڈویژن روئنگ

رابطہ کیلئے:-

ملک برادرز گولبازار ربوہ فون ۳۵۲

بقیہ: ص۴ سے آگے

خواہش اور تمنا پر مقدم رکھنا اور کسی حال میں بھی انتہائی ادب۔ احترام۔ اطاعت اور فرمانبرداری کے فرض کو نہ بھولنا وہ وصف ہے۔ جو خاصانِ خدا کا ہی حصہ ہے اور جسے حاصل کئے بغیر کوئی انسان نہ دنیا میں فلاح پا سکتا ہے۔ اور نہ آخرت میں سُرخرو ہو سکتا ہے۔

حضرت میر صاحب کی زندگی بے شک بہتوں کے لئے روحانی اور جسمانی زندگی تھی۔ لیکن فوت ہو کر بھی آپ ایسا اسوہ اور نمونہ قائم کر گئے ہیں۔ جو نسلوں تک کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہوگا۔

چوہدری مبارک مصلح الدین احمد

ورزش ۔ ایک ضروری احتیاط

چند دن ہوئے ایک خبر پڑھی کہ یکے بعد دیگرے دو نوجوان ٹینس کے کھلاڑی اچانک دل کا دورہ پڑنے پر راہئ ملکِ عدم ہوئے۔ ڈاکٹروں نے تشخیص یہ کی کہ کچھ عرصہ گیم ترک رہی اور اچانک انہوں نے پر زور ورزش شروع کر دی۔ جس سے یہ مرض لاحق ہوا۔

ایک روز خاکسار مکرم ڈاکٹر نوری صاحب کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک ایسا مریض آیا جو کچھ ہی عرصہ ہوا لندن سے اُسی سرجن سے ہارٹ بائی پاس آپریشن کروانے کے بعد واپس لوٹا تھا۔ جس نے خاکسار کا آپریشن کیا تھا۔ معلوم ہوا کہ قریباً ڈیڑھ سال قبل ان کا ای۔ سی۔ جی نارمل تھا اور ورزش سہنے والا ٹیسٹ (ای۔ ٹی۔ ٹی) بھی ٹھیک تھا لیکن ایک سال کے بعد ان کا ای۔ ٹی۔ ٹی کرنے پر یہ ظاہر ہُوا کہ ایک آرٹری (خون کی نالی) پُوری طرح بلاک ہے چنانچہ آپریشن تک نوبت پہنچی۔

خاکسار کے استفسار پر کہ اتنی جلدی کیسے مرض پیدا ہو گیا۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے یہ بڑا اہم نکتہ بیان کیا کہ جب کوئی ورزش کرنے والا شخص یا کھلاڑی ورزش ترک کر دیوے یا گیم کھیلنا چھوڑ دے اور کچھ وقفہ کے بعد دوبارہ ورزش یا گیم شروع کرے تو اسے بہت احتیاط کرنی چاہئے اور ابتدا بالکل معمولی ورزش اور محدود وقت کے لئے کرنی چاہیئے اور آہستہ آہستہ اس میں اضافہ کرنا چاہیئے ورنہ اگر وہ یکدم پورے زور شور سے ورزش/گیم شروع کرے گا تو خدشہ ہے کہ اس کے خون کی نالیوں میں کریکس (CRACKS) آجائیں یعنی جگہ جگہ سے پھٹ جائیں اور ان کی دیواروں میں دراڑیں پڑ جائیں پھر ایسے دراڑوں میں خون داخل ہو کر اُبھار پیدا ہو جانے کا امکان ہے۔ اسطرح تھوڑے ہی عرصہ میں کوئی آرٹری بلاک ہو جائے گی اور دل کے حملہ کا باعث ہو گی۔ ورنہ کالسٹرال اتنے مختصر عرصہ میں اتنا زیادہ اکٹھا نہیں ہو جاتا کہ خون گذرنا رُک جائے یا بہت کم ہو جائے۔

ان حالات میں ان لوگوں کے لئے جن کی عمر ۳۵ سے ۵۰ سال کے درمیان ہے خصوصاً، اور دیگر نوجوانوں کیلئے یہ بات نوٹ کرنے والی ہے کہ جب بھی ورزش کریں۔ اس کی ابتدا معمولی سیر، ہلکی JOGGING اور مختصر وقت کیلئے ہلکی پھلکی گیم سے ہو پھر آہستہ آہستہ اسے بڑھاتے جائیں تاکہ جسم اور اس کے اعضائے رئیسہ اور خون کی نالیاں اسے برداشت کرنے کے قابل ہو سکیں۔ اگر اسطرح نہ کیا جائے اور یکدم سخت ورزش یا گیم یا سائیکل ریس وغیرہ شروع کر دی جائے تو بجائے فائدہ پہنچنے کے نقصان کا موجب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے۔

اس سلسلہ میں ایک اور بات ضروری ہے کہ کھانا کھانے کے بعد ورزش نہایت مضر ہے۔ چاہیئے کہ کم از کم نصف گھنٹہ ضرور دیا جائے بلکہ اگر ایک گھنٹہ آرام کے بعد ورزش کی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ کوشش یہ کرنی چاہیئے کہ خالی پیٹ ورزش کی جائے۔ جن لوگوں کا وزن زیادہ ہے یا عمر ۳۵ سال سے زیادہ ہے یا جو بلڈ پریشر یا بدہضمی کے مریض ہوں ان کو بالخصوص سیر یا ورزش ایسے وقت کرنی چاہیئے جب کھانا کھائے ہوئے کم از کم ایک گھنٹہ گذر چکا ہو۔ جو دل کے مریض ہیں انہیں ڈاکٹری مشورہ کے بغیر ورزش نہیں کرنی چاہیئے اور جو شرائط معالج مقرر کرے ان کی پابندی کرنی چاہیئے۔

بقیہ: ص۱ سے آگے

تمہیں لے جانا چاہتا ہے نہ اس کے پیچھے جاؤ۔ یہی روح ہے جس کے نتیجے میں تمہیں خیر اور برکت حاصل ہوگی اور جس کے بعد دنیا کی کوئی قوم تمہارے مقابلہ میں کھڑی نہیں ہو سکے گی۔

٭٭٭٭٭٭٭٭٭

صد سالہ جشن تشکر کیلئے فراہم کی جانے والی رقوم کو جوبلی فنڈ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ کیا آپ نے اپنا وعدہ ادا کر دیا ہُوا ہے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اراکین ادارہ الفضل کا ایک گروپ فوٹو

(دائیں سے بائیں) کرسیوں پر: منصور احمد مبشر مربی سلسلہ، آغا سیف اللہ مینجر و پبلشر، نسیم سیفی ایڈیٹر، یوسف سہیل شوق اسسٹنٹ ایڈیٹر، سیّد ظہور احمد شاہ معاون ایڈیٹر۔ (کھڑے ہوئے) پہلی قطار: منیر احمد، شفیق احمد، صوبیدار عبدالرشید، گلزار احمد طاہر ہاشمی، محمد شریف اختر، غلام رسول۔ (کھڑے ہوئے) آخری قطار: چوہدری محمد اعظم لنگاہ، سیّد مبشر حسین شاہ، غلام مصطفےٰ تبسّم، نذیر احمد، منور احمد، سیّد تجمل حسین بخاری، محمود احمد صدیقی۔ منور احمد فضل۔

"انسانی کمزوری کا تو کچھ بھی ٹھکانا نہیں ہے۔ وہ ایک قدم بھی خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید کے بغیر نہیں چل سکتا۔" (ملفوظات جلد اوّل صـ ۲۴۴)

ہوائی سفر

بیرون ملک ہوائی سفر کے متعلق ہر قسم کی خدمات کے لئے ہم سے رابطہ فرمائیں۔

نوبل مین ٹریولز

۲/۲ مین سوک سنٹر نزد جی پی او اسلام آباد

فون نمبرز ۸۱۸۷۵۷
۸۲۲۹۳۳

کاروبار کا نادر موقعہ

رحمٰن بیکرز اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

برائے فروخت ہے

رابطہ کیلئے
سیّد عامر مقبول
رحمٰن بیکرز ربوہ اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

قدیمی، اوّلین، شہرہ آفاق

سنہ ۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام

دواخانہ حکیم نظام جان

چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ
فون ۷۳۹۹۷

برانچیں

کراچی:۔ فون نمبر ۴۱۳۲۵۱
لاہور:۔ 1-D-3 گلشن راوی
ملتان:۔ چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
منڈی بہاؤالدین:۔ بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
رحیم یار خان:۔ فون نمبر ۴۷۹۹
ربوہ:۔ اقصیٰ چوک کالج روڈ۔ فون نمبر ۵۵۸

خوشخبری

احمد ڈینٹل کلینک

طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

اوقات کار۔ ۴½ شام تا ۸ بجے شب
دانتوں اور مسوڑھوں کی جملہ امراض کے علاج اور مصنوعی دانت لگوانے کا تسلی بخش انتظام۔
ڈینٹسٹ:۔ رانا مدثر احمد

خبریں

ملکی خبریں

○ صدر مملکت مسٹر غلام اسحٰق خان نے کہا ہے کہ پاکستان میں عمومی طور پر امن وامان کی صورت حال تسلی بخش ہے اور بعض علاقوں میں جہاں صورت حال اطمینان بخش نہیں ہے وہاں امن وامان کی بہتری کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

○ سابق وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ صدر غلام اسحاق خان نے غیر قانونی طور پر اسمبلیاں توڑ کر ملک کو غیر یقینی صورت حال سے دوچار کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے اب تک ملک کو ساڑھے پانچ ارب روپے کا نقصان پہنچا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ ملکی معیشت کو اتنا بڑا نقصان پہنچانے کے الزام میں صدر مملکت کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے۔

○ صدر مملکت نے پشاور ہائیکورٹ کے جج جسٹس قاضی جمیل کو برطرف کر دیا ہے۔ وہ ان پانچ ججوں میں شامل ہیں جنہوں نے سرحد اسمبلی توڑنے کے بارے میں گورنر سرحد کے حکم کو غیر آئینی قرار دیا تھا۔ انہیں ۱۹۸۸ء میں دو سال کے لئے بطور ایڈہاک جج مقرر کیا گیا تھا۔

○ اسلامی جمہوری اتحاد کے سیکرٹری جنرل اور جماعت اسلامی کے نائب امیر پروفیسر غفور احمد نے کہا ہے کہ میرا میاں نواز شریف سے دستوری اختلاف ہے۔ انہوں نے ایم۔کیو۔ایم سے تنہا گفتگو کر کے اتحاد کے امیدواروں کی دست برداری کا اعلان کر دیا ہے۔ ادھر کراچی میں الیکشن کمیشن نے پروفیسر غفور احمد کو سائیکل کی بجائے لاؤڈ سپیکر کا انتخابی نشان الاٹ کر دیا ہے کیونکہ بقول الیکشن کمیشن سائیکل کا نشان صرف میاں نواز شریف کے سرٹیفکیٹ پر ہی مل سکتا ہے۔

○ الیکشن کمیشن نے قومی اسمبلی کے امیدواروں کی حتمی فہرست جاری کر دی ہے۔ اب ملک بھر میں قومی اسمبلی کے ۴۷۹ امیدوار مقابلے سے دست بردار ہو گئے ہیں۔ اب قومی اسمبلی کی ۲۰۷ نشستوں پر ۱۴۱۳ امیدواروں کے درمیان مقابلہ ہو گا۔

غیر ملکی خبریں

○ بھارت کے سابق نائب وزیر اعظم کے پارلیمنٹ سے مستعفی ہونے سے نیا سیاسی بحران پیدا ہو گیا ہے۔

○ بچوں کے بارے میں دو روزہ عالمی سربراہ کانفرنس ختم ہو گئی اسمیں ۷۰ ملکوں نے شرکت کی۔ اقوام متحدہ کے تحت ہونیوالی اس کانفرنس میں بچوں کی صحت، تعلیم اور بہتر ماحول کی فراہمی کے لئے اہم فیصلے کئے گئے۔

○ پیرس میں ہزاروں نوجوانوں نے خلیج میں فوجوں کے اجتماع کے خلاف مظاہرہ کیا۔ انہوں نے جنگ کے خلاف نعرے لگائے اور سڑکوں پر مارچ کیا۔

○ مقبوضہ عرب علاقوں میں اسرائیل کے خلاف مظاہروں میں ایک فلسطینی ہلاک ہو گیا جبکہ ۲۰ زخمی ہو گئے۔ نابلوس کے قریب ہونے والے مظاہرے میں اسرائیلی فوج نے ہیلی کاپٹر کے ذریعے مظاہرین پر فائرنگ کی اور آنسو گیس کے گولے پھینکے۔

○ شام کے صدر حافظ الاسد نے عیسائی لیڈر مائیکل عون کے خلاف لبنان کے صدر مسٹر الیاس ہراوی کی حمایت کا اعلان کیا ہے مسٹر ہراوی نے اچانک دمشق پہنچ کر صدر حافظ الاسد سے ملاقات کی واضح رہے کہ شام کی ۳۰ ہزار افواج لبنان میں ہیں جنہوں نے عیسائی علاقے کو گھیر رکھا ہے۔ تاہم جنگ کا خطرہ ہر وقت ہے۔

پتہ